

نام کتاب : مختصر مجالسِ رمضان

مؤلف : فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین (رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ و تلخیص : مولانا جمیل احمد مدنی

نظر ثانی : بدر الزمان محمد شفیع نیپالی

صفحات : ۹۶

ناشر : موسسۃ الحرمین الخیریۃ

پندرھویں مجلس

نواقض صوم سے صوم ٹوٹنے کی شرطیں

نیز صائم کیلئے مباح اشیاء

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد۔

بھائیو! حیض و نفاس کے علاوہ بقیہ نواقض صوم سے صوم ختم ہونے کے لئے مندرجہ ذیل تین شرطیں ضروری ہیں ان شرطوں کے بغیر صوم باطل نہ ہوگا۔

ا۔ صوم توڑنے والی چیزوں کا استعمال علم و جانکاری سے کرنا، لاعلمی اور بھول کر استعمال کرنے سے صوم فاسد نہ ہوگا عام ازینکہ یہ جہالت حکم شرعی سے متعلق ہو "مثلاً آدمی یہ کہے کہ فلاں چیز مفسد صوم نہیں ہے پھر اسکو استعمال کرلے" یا وقت سے متعلق ہو مثلاً کوئی شخص فجر طلوع نہ ہوا سمجھ کر کھانا کھالے یا غروب آفتاب سمجھ کر افطار کرلے حالانکہ طلوع فجر ہو چکا ہے اور ابھی غروب نہیں ہوا ہے۔ فرمایا گیا: "وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَٰكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا" (الاحزاب:۵)

غلطی سے کئے گئے اعمال پر تمہارا مؤاخذہ نہیں بلکہ مؤاخذہ جان بوجھ کر کئے ہوئے فعل پر ہے اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ ہم لوگوں نے عہد نبوی میں ایک روز ابر آلود دن میں افطاری کرلی پھر سورج نکل آیا۔ (بخاری) اس روایت

میں حکم قضا کا تذکرہ نہیں ہے اگر آپ نے قضا کا حکم دیا ہوتا تو اس کی اہمیت کے پیش نظر ضرور نقل کیا جاتا۔

۲۔ ان اشیاء مذکورہ کا ارتکاب جان بوجھ کر کیا گیا ہو۔ بھول کر ارتکاب کر لینے سے صوم فاسد نہ ہوگا۔ حضرت ابوہریرہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: جس نے بحالت صوم بھول کر کھا پی لیا وہ اپنا صوم پورا کرے اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا، پلایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اس روایت میں کھلانے پلانے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس پر بندے کا مواخذہ نہ ہوگا البتہ خود یاد آنے یا یاد دلانے پر چاہئے کہ مزید کھانے پینے سے رک جائے اور جو کچھ منہ میں موجود ہو اس کو اگل دے کیونکہ اب عذر باقی نہ رہا اور صائم کو کھاتے پیتے دیکھ کر تعاون علی البر کے تحت متنبہ کر دینا ضروری ہے۔

۳۔ مذکورہ مفسد صوم کا ارتکاب اختیار وارادہ کے تحت ہو جبر واکراہ سے استعمال کرنے پر صوم صحیح رہے گا اور اس کی قضا نہ کرنی ہوگی ارشاد باری ہے:

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيْمَانِهٖٓ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْإِيْمَانِ

(النحل:۱۰۶)

ایمان لانے کے بعد جس نے مجبوراً اللہ کا انکار کر دیا حالانکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے۔ ایک مرفوع روایت میں فرمایا گیا اللہ تعالیٰ نے میری امت سے بھول چوک اور جبر واکراہ کو معاف کر رکھا ہے۔ (ابن ماجہ بیہقی) لہٰذا اگر کسی شخص نے رمضان کے دنوں میں بحالت صوم اپنی بیوی سے زبردستی مجامعت کر لی تو دریں صورت عورت کا صوم باطل نہ ہوگا اور نہ ہی عورت پر قضا ہوگا لیکن اگر صوم نفل ہو اور شوہر کی اجازت حاصل کئے بغیر عورت رکھ رہی ہو تو شوہر جبر کر سکتا ہے اس کے علاوہ صوم وجوبی میں شوہر کیلئے جبر واکراہ جائز نہیں ہے۔ سرمہ لگانے، آنکھ میں دوا ڈالنے، کان میں دوا ٹپکانے، کسی زخم پر دوا لگانے سے صوم ختم نہ ہوگا اگرچہ ان کا

اثر حلق میں محسوس بھی کیوں نہ ہو کیونکہ یہ سب کھانے پینے یا اس کے قائم مقام نہیں ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے رسالہ "**حقیقة الصیام**" میں فرماتے ہیں۔ ان اشیاء کے مفسد صوم ہونے پر نہ تو قرآنی دلیل ہے اور نہ دلیل نبوی حالانکہ صوم دین کا ایک اہم جزء ہے جس کے متعلق ہر عام و خاص کو جانکاری رکھنا ضروری ہے اگر اللہ اور اس کے رسول نے انہیں مفسد صوم قرار دیا ہوتا تو آپ ﷺ بیان فرماتے اور دیگر اسلامی احکام کی طرح اس کو بھی صحابہ امت تک پہنچاتے لیکن اس کے متعلق کسی صحیح، ضعیف، مسند، مرسل روایت کا نہ ہونا اس کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں مفسد صوم نہیں قرار دیا ہے اور ابوداؤد کی مرفوع روایت "**أمر بالاثمد المروح عند النوم وليتقه الصائم**" آپ ﷺ نے سوتے وقت اثمد (ایک طرح کا سرمہ) کی اجازت دی ہے جو کہ آرام دہ ہے اور صائم کو بچنے کا حکم دیا ہے ضعیف ہے یحییٰ بن معین نے اسے منکر قرار دیا ہے۔ کھانا چکھنے بشرطیکہ حلق سے نیچے نہ اترے، خوشبو سونگھنے، کلی کرنے اور ناک میں ہلکا سا پانی ڈال کر جھاڑنے سے صوم نہیں ٹوٹتا نیز مسواک کرنے سے صوم ختم نہیں ہوتا بلکہ دن کے اوّل و آخر میں مسواک کرنا سنت ہے کیونکہ حدیث نبوی "اگر میں اپنی امت پر گراں محسوس نہ کرتا تو انہیں ہر صلاۃ کے وقت مسواک کا حکم دیتا" صائمین و غیر صائمین ہر ایک کے لئے عام ہے حضرت عامر بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کو بے شمار مرتبہ صوم کی حالت میں مسواک کرتے دیکھا ہے۔ (احمد، ابوداود، ترمذی)

صائمین کو منجن استعمال کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ تھوک کے ساتھ پیٹ میں چلے جانے کا خدشہ ہے جب کہ مسواک کے اندر اس کا امکان نہیں علاوہ ازیں پیاس یا گرمی کی تیزی کم کرنے کے لئے سر وغیرہ پر پانی ڈالا جا سکتا ہے۔ حضرت ابن عمر صوم کی حالت میں کپڑا تر کر کے جسم پر ڈال لیتے تھے۔ حضرت انس بحالت صوم گرمی محسوس ہوتی تو پتھر کاٹ کر بنائے گئے حوض میں بیٹھ جاتے تھے۔

الٰہی! ہمیں، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔ (آمین)

سولھویں مجلس

زکوٰۃ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد۔

بھائیو! زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم بنیادی رکن ہے جس کی فرضیت پر امت مسلمہ کا اجماع ہے اور دیدہ ودانستہ اس کی فرضیت کا منکر مرتد اور اس کی ادائیگی میں بخیلی ولاپرواہی کرنے والا مستحق عقاب قرار دیا گیا ہے۔ نیز قرآن وحدیث میں متعدد جگہ صلوٰۃ کے بعد ہی فوراً زکوٰۃ کا ذکر ہے اور ارشاد باری ہے: وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ (المزمل:۲۰)

صلوٰۃ قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے توحید، صلوٰۃ قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، صوم رکھنا، حج بیت اللہ کرنا"۔ (مسلم)

زکوٰۃ مندرجہ ذیل چار صورتوں میں واجب ہوتی ہے۔

(۱) زمین کی پیداوار خواہ غلہ ہو یا پھل، ارشاد باری ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ (البقرۃ:۲۶۷)

اے مومنو! اپنی پاک وصاف کمائی سے اور اس پیداوار سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے اگایا ہے خرچ کرو۔ دوسری جگہ فرمایا وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ (الانعام:۱۴۱) فصل کٹتے ہی مال کا حق "زکوٰۃ" ادا کر دیا کرو۔

واضح رہے کہ زکوٰۃ کا وجوب نصاب زکوٰۃ ہونے کے بعد ہی ہوتا ہے پیداوار کے اندر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوگی جب کہ پیداوار کی مقدار پانچ وسق ہو پس اگر مذکورہ مقدار کی پیداوار ایسی زمین سے ہو جس کی سینچائی صرف آسمانی بارش سے ہوئی ہو یا زمین تراوٹ والی ہو جس میں سینچائی کی ضرورت نہ ہوتی ہو تو اس پیداوار میں دسواں حصہ زکوٰۃ دینا ہوگا۔ لیکن اگر زمین کی سینچائی رہٹ یا دیگر آلات سے کی جاتی ہو تو بیسواں حصہ نکالنا ضروری ہے البتہ اس مذکورہ مقدار سے کم پیداوار کی صورت میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ صاحب مال اگر نفلی طور پر کچھ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"**لیس فی حب ولا ثمر صدقة حتی یبلغ خمسة اوسق**"(مسلم) پانچ وسق (۶ کنتل ۱۲ کلو) سے کم پیداوار میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ دوسری جگہ فرمایا"**فیما سقت السماء او کان عشریا العشر وفیما سقی بالنضح نصف العشر**"(بخاری) آسمانی بارش سے سیراب ہونے والی زمین یا تراوٹ والی زمین کی پیداوار میں دسواں حصہ اور پانی کھینچ کر سیراب کی گئی زمین میں بیسواں حصہ واجب ہوگا البتہ ساگ سبزی، پھل، ککڑی، اور سیب وغیرہ میں زکوٰۃ نہیں ہے ہاں ان چیزوں کی تجارت کی صورت میں اگر مقدار نصاب پر سال گزر جائے تو اس رقم پر زکوٰۃ ہوگی۔

(۲) غیر پروردہ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری جو دودھ اور افزائش نسل کے لیے رکھی گئی ہو نصاب زکوٰۃ کی حد میں داخل ہونے پر ان مذکورہ اشیاء میں زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے جس کسی کے پاس پانچ اونٹ یا تیس گائیں یا چالیس بکریاں موجود ہوں وہ شخص صاحب نصاب شمار ہوگا اور اس پر اونٹ کی موجودگی میں ایک اونٹ اور گائے کی موجودگی میں ایک گائے اور بکری کی موجودگی میں ایک بکری کی زکوٰۃ ضروری ہے البتہ گھر پر پالنے کی صورت میں زکوٰۃ نہ ہوگی۔ اگر خرید و فروخت یا بار برداری کے لیے یہ جانور رکھے گئے ہوں تو ان کی زکوٰۃ عام

تجارتی سامان کی طرح نکالنا ہوگا۔

(۳) سونا اور چاندی اگر مقدار نصاب کو پہنچ جائیں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہو جائے گی خواہ درہم و دینار کی شکل میں ہو یا زیورات یا اپنی اصلی ہیئت میں ہو کسی کو منگنی دیا گیا ہو یا نہ دیا گیا ہو جیسا کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میرے ہاتھ میں چاندی کی ایک انگوٹھی دیکھ کر فرمایا یہ کیا ہے عائشہ؟ فرمایا کہ اس کو آپ کی خاطر زینت کے لیے تیار کرایا ہے ، آپ نے فرمایا کہ اس کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ کہا نہیں، آپ نے فرمایا کہ تجھے جہنم میں پہنچانے کے لیے یہ کافی ہے۔ (ابوداؤد، بیہقی)

واضح رہے کہ بیس دینار (۸۵ گرام) سونا یا پانچ اوقیہ (۵۹۵ گرام) چاندی ہو تو آدمی صاحب نصاب کہلائے گا اس سے کم کی صورت میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی مثلاً کسی کے پاس (۱۹) انیس دینار سونا ہو یا چار اوقیہ چاندی ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ موجودہ کرنسی چونکہ چاندی کے قائم مقام ہے اس لیے حد نصاب کو پہنچنے پر اس میں بھی زکوٰۃ واجب ہوگی خواہ رقم اپنے پاس موجود ہو یا کسی کے پاس قرض ہو۔ سونا اور چاندی کے علاوہ بقیہ اور معدنیات میں زکوٰۃ نہیں ہوگی بشرطیکہ وہ تجارت کے لیے نہ ہو اگرچہ وہ زیادہ گراں اور قیمتی ہی کیوں نہ ہو۔

(۴) تمام سامان تجارت میں زکوٰۃ واجب ہے بشرطیکہ اس سامان کی مالیت حد نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر سال مکمل ہو جائے پس اس نصاب پر سال پورا ہوتے ہی اس کی مالیت کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں نکالا جائے۔

واضح رہے کہ قیمت لگاتے وقت تمام چھوٹے، بڑے سامان تجارت کا شمار کیا جائے پھر ان کی مجموعی رقم سے زکوٰۃ دی جائے اگر تمام کا احصاء دشوار ہو تو احتیاطاً اس مقدار کو مان کر زکوٰۃ ادا کی جائے جس سے عہدہ بر آ ہونا یقینی ہو۔ علاوہ ازیں کھانے، پینے، اوڑھنے، بچھانے و سواری وغیرہ انسانی ضرورت کی چیزوں میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے غلام اور گھوڑے میں

زکوٰۃ نہیں ہے۔ (بخاری ومسلم)

نیز کرایہ کے لیے مکانات وگاڑیوں میں بھی زکوٰۃ اس وقت ہوگی جب کہ ان کی قیمت نصاب زکوٰۃ کو پہنچ رہی ہو خواہ بذات خود نصاب تک پہنچ جائے یا دوسری چیز کے ساتھ منضم ہو کر پہنچے اور ساتھ ہی اس پر سال گزر جائے اس سے قبل اس میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

بھائیو! اپنے مال میں زکوٰۃ خوشی خوشی ادا کیا کرو کیونکہ یہ غنیمت ہے تاوان نہیں، اس میں نفع ہے ٹوٹا نہیں اور زکوٰۃ کے مال کو اچھی طرح شمار کرو اور خرچ شدہ کی قبولیت اور باقی ماندہ میں برکت کے طالب رہو۔

سترھویں مجلس

مستحقین زکوٰۃ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد۔

بھائیو! اللہ تعالیٰ نے اپنے علم وحکمت، عدل ورحمت کے تحت زکوٰۃ کے مستحقین اور اس کے مصارف کا ذکر سورہ توبہ کی آیت " إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ الخ "(التوبہ:٦٠) میں فرمادیا ہے جس سے تجاوز کرنا اللہ تعالیٰ کے منشاو مقصود کی مخالفت ہوگی کیونکہ مخلوق کی مصلحتوں کو اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان مستحقین کو مندرجہ ذیل آٹھ گروپ میں تقسیم کردیا ہے۔

(۱،۲) وہ فقراء اور مساکین مستحق زکوٰۃ ہیں جن کے پاس نہ تو رقم موجود ہے اور نہ ہی کوئی مستقل تنخواہ یا کاروبار ہے اور نہ ہی کھیتی ہے جس سے ان کی اور اہل وعیال کی ضرورت پوری ہو سکے، لہٰذا ایسے لوگ مواسات وہمدردی اور مالی اعانت کے ضرورت مند ہیں۔ علماء کا کہنا ہے کہ انہیں اتنا دے دیا جائے کہ پورے سال کے لیے کفایت کر سکے نیز غریب طالب علم اور شادی کا ضرورت مند اور ایسا شخص بھی مستحق زکوٰۃ ہے جس کی تنخواہ اس کے لیے اور اس کے اہل وعیال کے لیے کافی نہ ہوتی ہو اور غیر ضرورت مند کو نہ صرف یہ کہ دینا ہی جائز نہیں بلکہ ضروری ہے کہ مانگتے وقت اس کو سمجھایا جائے اور سوال کرنے سے ڈرایا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ بلا ضرورت سوال

کرنے والا اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کے چہرہ پر گوشت نہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

حکیم بن حزام ایک مرفوع حدیث میں بیان فرماتے ہیں کہ مال ایک کشش کی چیز ہے جس نے استغناء نفس سے لیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس میں برکت نازل ہوتی ہے اور جس نے حرص و طمع سے اپنایا اس میں بے برکتی ہوتی ہے اور یہ ایسے شخص کے مانند ہوتا ہے جو کھاتا ہے لیکن آسودہ نہیں ہوتا۔ (بخاری)

نیز عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھیک مانگنے کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے فقر و محتاجی کا دروازہ کھولتا ہے۔ (ترمذی)

اگر کوئی بھکاری بظاہر مالدار معلوم پڑتا ہو لیکن اس کی حالت نامعلوم ہو تو دریں صورت اس شخص کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے لیکن ساتھ ہی اس کو یہ بتا بھی دیا جائے کہ یہ رقم مالدار اور تندرست کے لیے جائز نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو بھکاری آئے آپ نے انہیں تندرست دیکھ کر فرمایا اگر تم چاہو تو تمہیں دے دوں لیکن یہ مالدار اور تندرست کمانے والے شخص کے لیے جائز نہیں ہے۔ (احمد، ابوداؤد، نسائی)

(۳) زکوٰۃ اکٹھا کرنے والے اور اس کی نگرانی اور تقسیم کرنے والے حضرات اگرچہ مالدار ہوں لیکن یہ لوگ اپنا حق المحنت رقم زکوٰۃ سے لے سکتے ہیں لیکن اگر کسی شخص نے اپنی زکوٰۃ تقسیم کرنے کے لیے کسی شخص کو متعین کر دیا ہو تو وہ شخص اس رقم کا مستحق نہ ہوگا ہاں اگر اس نے امانت داری اور محنت سے تقسیم کیا ہے تو ثواب میں ضرور شریک رہے گا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری مرفوعاً بیان فرماتے ہیں کہ امانت دار مسلمان خازن حکم بموجب خوشی خوشی پورا پورا دینے والے کو بھی ایک صدقہ کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔ (بخاری) لیکن بلا اجرت اگر تقسیم پر راضی نہ ہو تو صاحب مال کو چاہیئے کہ زکوٰۃ کے علاوہ مال سے اس کو

اجرت دے دے۔

(۴) ضعیف الایمان کے ایمان کو راسخ و مضبوط اور فتنہ انگیز کے فتنہ کو ختم کرنے کے لیے بھی زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے۔

(۵) وہ غلام جس نے اپنے مالک سے اپنی گلو خلاصی کی کتابت کرار کھی ہے یہ زکوٰۃ کی رقم اکٹھا کر کے مالک سے اپنے نفس کو آزاد کرا سکتا ہے نیز غلام خرید کر آزاد کرنا اور کسی مسلمان کو قید سے رہائی دینا یہ سب لفظ رقاب کے عموم میں داخل ہے۔

(۶) مقروض شخص اپنے قرض کی ادائیگی مال زکوٰۃ سے کر سکتا ہے خواہ لوگوں کے مابین صلح و شانتی کرانے میں مقروض ہوا ہو یا شر و فتنہ کے دبانے میں اپنی ذات کے لیے قرض لے رکھا ہو لیکن اپنے پاس ادائیگی کی کوئی صورت نہ ہو۔

(۷) اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر کی جانے والی جنگوں میں مجاہدین کو اسلحے اور دیگر جہادی ضروریات کو مال زکوٰۃ سے فراہم کیا جاسکتا ہے۔

(۸) ایسا مسافر جس کا سفر خرچ ختم ہو گیا ہو وہ اتنی مقدار میں زکوٰۃ لے سکتا ہے کہ اپنے شہر واپس پہنچ جائے اگرچہ یہ اپنے شہر کا مالدار اور قرض دینے والا ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اپنے ساتھ کچھ بھی بچار کھنا جائز نہیں ہے۔ تالیف قلوب کے علاوہ زکوٰۃ کی رقم نہ تو کافر کو دی جاسکتی ہے اور نہ ہی اس کے ذریعے وجوبی خرچ کو ساقط کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً مہمان کو ضیافت کے بدلے زکوٰۃ یا بیوی کو نفقہ کے عوض زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے۔ البتہ غیر وجوبی نفقہ میں "مثلاً بیوی، والدین، اقارب کے قرض کی ادائیگی" میں زکوٰۃ کی رقم لگائی جاسکتی ہے بشرطیکہ یہ لوگ ادا کرنے کی پوزیشن میں نہ ہوں۔ البتہ بیوی زکوٰۃ سے شوہر کا قرض ادا کر سکتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی بیوی زینب ثقفیہ خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کرتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول! آپ نے عورتوں کو صدقہ کا حکم دیا ہے میرے پاس کچھ زیورات ہیں جن کو میں صدقہ کرنا چاہتی ہوں میرے شوہر ابن مسعود خود اور اپنی اولاد کو زیادہ

مستحق بتاتے ہیں آپ نے فرمایا سچ کہہ رہے ہیں تمہاری اولاد اور تمہارا شوہر تمہارے صدقہ کے زیادہ محتاج ہیں۔(بخاری و مسلم)

زکوۃ کی نیت وارادہ سے کسی محتاج شخص کے قرض کو معاف کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ زکوۃ میں لینا اور دینا دونوں ضروری ہے فرمایا گیا مسلمان مالدار سے زکوۃ لی جائے اور غرباء ومساکین پر خرچ کردی جائے۔(الحدیث) اگر کسی شخص نے لاعلمی میں کسی مالدار کو اپنی زکوۃ دے دی تو اس کی زکوۃ ادا ہو جائے گی جیسا کہ حضرت ابوہریرہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے صدقہ کیا اتفاقاً یہ صدقہ ایک مالدار شخص کے ہاتھ میں جا پہنچا لوگ آپس میں کہنے لگے کہ صدقہ تو مالدار کے ہاتھ لگ گیا انہوں نے کہا الحمد للہ۔ ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا ممکن ہے کہ اس سے وہ نصیحت پکڑے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دولت کو خرچ کرنے لگے۔(بخاری و مسلم)

بھائیو! زکوۃ مقبول اسی وقت ہو گی جب فرمان الٰہی کے مطابق خرچ کی جائے لہٰذا تم یہ بات ذہن میں رکھو کہ تمہاری زکوۃ کا صحیح استعمال ہو تاکہ تم اپنے ذمہ سے بری ہو سکو اور تمہارا مال صاف ستھرا ہو اور تمہارا صدقہ قبول ہو۔ **وصلی الله علی نبینا محمد وعلی آله وصحبه اجمعین۔**

اٹھارہویں مجلس

جنگ بدر

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وعلی آلہ وصحبہٖ أجمعین ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين وبعد

بھائیو! اس ماہ رمضان میں اللہ تعالی نے مسلمان کی ایک عظیم جنگ میں مدد فرمائی اور اس دن کا یوم الفرقان نام رکھا دوسری ہجری ماہ رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر لگی کہ ابوسفیان کافی ساز وسامان کے ساتھ شام سے مکہ کی طرف واپس ہو رہا ہے چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے مابین کوئی عہد و پیمان نہ تھا انہوں نے مسلمانوں کو بے گھر کیا اور اسلامی کاز کو ٹھیس پہنچانے پر قائم رہے دریں صورت یہ مشرکین اس وقت اس بات کے مستحق ہوئے کہ ان کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین سو تیرہ صحابہ اور دو گھوڑے اور ستر اونٹ کے ساتھ اس قافلہ کو لوٹنے کے لیے نکل پڑے ان میں ستر مہاجر اور بقیہ سب انصار تھے۔ ان کا مقصد جنگ نہیں تھا لیکن اللہ تعالی نے بغیر میعاد اچانک مڈ بھیڑ کرا دی تاکہ مقصود الٰہی پورا ہو سکے ابوسفیان کو ان کی آمد کی خبر لگی تو اس نے قریش مکہ کے پاس ایک خبر دینے والے کو بھیج دیا اور خود عام راستہ چھوڑ کر ساحل سمندر کا راستہ اپنا کر نجات یاب ہو گیا۔ قریش خبر پاتے ہی بڑے بڑے رؤساء سو گھوڑے اور سات سو اونٹ اور ہزار شہسواروں کو لے کر اتراتے ہوئے پہنچے۔ ابوسفیان کو خبر ملی تو اس نے اپنی نجات یابی کی خبر کی اور کہا کہ آپ لوگ واپس آ جائیں لڑائی کی ضرورت نہیں۔ ابو جہل نے کہا کہ ہم بدر میں

پہنچ کر تین دن قیام کریں گے اونٹ ذبح کر کے کھائیں گے، شراب نوشی ہو گی تاکہ عرب سن کر ہم سے ہمیشہ کے لیے خائف ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے نکلنے کی خبر پاکر صحابہ کرام کو جمع کر کے مشورہ فرمایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے جنگ اور قافلہ میں ایک کا وعدہ فرمایا ہے یہ سن کر مقداد بن اسود نے مہاجرین کی طرف سے اور سعد بن معاذ نے انصار کی طرف سے آپ کو اطمینان دلایا اور کہا ہم سب پورے طور پر تیار ہیں آپ جو بھی حکم کرنا چاہیں کریں مہاجرین وانصار کی اس بات سے آپ خوش ہوئے اور فرمایا کہ خوش ہو جاؤ صنادید قریش کا مقتل مجھے دکھائی دے رہا ہے پھر اسلامی لشکر کو لے کر چشمۂ بدر کے قریب اترے۔ حباب بن منذر نے کہا اے اللہ کے رسول! اگر یہاں پر نزول حکم الٰہی کے تحت ہو تو ہم آگے یا پیچھے نہ ہوں لیکن اگر آپ نے اپنی رائے سے منتخب فرمایا ہو تو چونکہ لڑائی دھوکا اور تدبیر کا نام ہے اس لیے یہاں سے ہٹ کر قوم کے چشمہ کے پاس جاکر حوض بنالیں اور اس میں پانی جمع کر لیں تاکہ ہم لوگ پئیں اور وہ نہ پی سکیں آپ نے اس رائے کو پسند فرمایا پھر وہاں سے ہٹ کر وادی کے شمالی حصہ پر پڑاؤ ڈالا پھر بارش نازل ہوئی جو مشرکین مکہ کے لیے مصیبت وپریشانی اور مومنوں کے لیے تطہیر وثبات قدمی کا سبب ہوئی۔ میدان جنگ میں ایک اونچے ٹیلہ پر آپ کے لیے خیمہ نصب تھا اس سے اتر کر آپ نے صف بندی فرمائی آپ نے صحابہ اور قریش پر نگاہ ڈالی پھر اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی پھر دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں دونوں کے مابین گھمسان کی جنگ چھڑی آپ صحابہ کو برابر آگے بڑھنے کی ترغیب فرماتے۔ حضرت عمیر بن الحمام چند کھجور ہاتھ میں لیے کھارہے تھے پوچھا اے اللہ کے رسول! جنت کا طول وعرض آسمان وزمین کے مانند ہے؟ آپ نے فرمایا جی ہاں انہوں نے کہا کیا ہی خوب ہے اے اللہ کے رسول! اور کہا اگر ان کھجوروں کے کھانے میں لگا رہا تو یہ لمبی زندگی ہو گی یہ کہہ کر کھجور پھینک دیئے اور لڑنے لگے

یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔(الحدیث) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی مٹی لی پھر مشرکین مکہ کی طرف پھینکا پھر وہ پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے۔ مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا ستر قتل کئے گئے اور ستر کو قیدی بنایا گیا مقتولین میں سے ۲۴ سرداران قریش کو قلیب (گڈھا) بدر میں ڈالا گیا آپ ایک موقع پر صحابہ کے ساتھ ادھر سے گزرے تو ان کا نام لے کر پکارا اے فلاں! ابن فلاں کیا تمہارے لیے یہ خوش کن تھی کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کیے ہوتے ہم نے وعدۂ الٰہی کو سچ پایا کیا تم بھی اپنے رب کے وعدہ کو سچ پائے؟ حضرت عمر نے فرمایا ان بے روح جسموں سے آپ کیا بات کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تم لوگ میری بات ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو۔

قیدیوں کے متعلق آپ نے صحابہ سے مشورہ فرمایا حضرت سعد بن معاذ نے فرمایا کہ یہ پہلا واقعہ ہے اور لڑائی میں قتل میرے نزدیک بہتر ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے قریبی کی گردن مارے۔ حضرت علی کے حوالے عقیل کو اور میرے حوالے فلاں قریبی کو کیا جائے۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ یہ سب اپنے ہی عزیز ہیں انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے ممکن ہے کہ یہ ہدایت یاب ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فدیہ کو ترجیح دی زیادہ تر لوگ چار ہزار سے ایک ہزار تک فدیہ دے کر رہائی حاصل کر لیے اور کچھ لوگ مدینہ کے بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے پر اور کچھ مسلمان قیدیوں کے تبادلہ میں چھوڑ دیے گئے اور کچھ لوگوں کو سخت اذیت رسانی کے سبب قتل کرا دیا گیا جبکہ کچھ کو مصلحتاً بغیر فدیہ رہا کر دیا گیا۔

اے مسلمانو! اپنے دین پر قائم رہو تاکہ دشمن پر تمہاری مدد ہو اور صبر و ثبات سے رہو تاکہ فلاح و بہبودی سے ہمکنار ہو سکو۔ وصلی الله علی نبینا محمد وعلی آله وصحبه اجمعین۔

انیسویں مجلس

غزوہ فتح مکہ مکرمہ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد.

بھائیو! جس طرح اس ماہ مبارک میں اللہ تعالی نے غزوۂ بدر میں اسلام اور مسلمانوں کی مدد فرمائی اسی طرح اسی مبارک مہینہ ۸ھ میں شہر مکہ کو کفر و شرک سے پاک وصاف فرماکر توحید اسلام کا جھنڈا بلند کیا، اور سارے بتوں کا خاتمہ فرماکر صرف ذات واحد کی عبادت کا حکم دیا اس عظیم جنگ کا پس منظر یہ ہے کہ ٦ھ میں صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں اور اہل مکہ کے مابین یہ بات طے پائی تھی کہ جو قبیلہ اہل مکہ کا حلیف ہونا چاہئے ہو سکتا ہے اسی طرح جو مسلمانوں کا حلیف بننا چاہے بن سکتا ہے اس وقت بنو خزاعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف اور بنو بکر قریش کے حلیف ہو گئے تھے۔ چونکہ ان دونوں قبیلوں کے مابین زمانۂ جاہلیت ہی سے قتل وخونریزی چلی آرہی تھی بنو بکر نے موقع کو غنیمت پاکر بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا اور قریش نے اس میں اپنے حلیف بنو بکر کی خفیہ طور پر پوری مدد کی بنو خزاعہ نے آپ کو بنو بکر اور قریش کے موقف کی اطلاع دی آپ نے ان سے مدد کا وعدہ فرمایا ادھر قریش کو اپنی عہد شکنی کا احساس ہوا تو انہوں نے فوراً اپنے سردار ابوسفیان کو خدمت نبوی میں بھیجا کہ آپ جاکر عہد و پیمان میں پختگی اور مدت صلح میں اضافہ کی درخواست کریں ابوسفیان آئے اور اس موضوع پر آپ سے بات کرنی چاہی آپ نے کوئی جواب نہ دیا پھر حضرت ابو بکر و عمر کے پاس گئے انہوں نے بھی کوئی

بات نہیں کی پھر حضرت علی سے بات کی لیکن کوئی کامیابی نہیں ہوئی تو حضرت علی کو مزید متوجہ کیا جس پر حضرت علی نے کہا کہ تم بنو کنانہ کے سر دار ہو۔ جاؤ لوگوں سے علانیہ پناہ طلب کرو کیونکہ میری نگاہ میں اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ پھر یہ ناامید ہو کر مکہ مکرمہ واپس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر، عمر و علی کے موقف کو بیان کیا لوگوں نے کہا علی نے تمہارا مذاق اڑایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو جہاد کی تیاری کا حکم دیا اور ارد گرد کے قبائل بھی نکل پڑے شہر مدینہ پر حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کو عامل مقرر فرما کر تقریباً دس ہزار فوج لے کر نکل پڑے۔ مقام جحفہ میں آپ کے چچا عباس اور ابواء میں آپ کے چچا ابو سفیان بن حارث اور پھوپھی زاد عبداللہ بن ابی امیہ سے ملاقات ہوئی یہ سب اسلام لے آئے ابو سفیان بن حارث کے متعلق آپ نے فرمایا امید ہے کہ یہ حضرت حمزہ کے قائم مقام ہوں پھر مکہ کے قریب جب مر الظہران میں آپ پہنچے دس ہزار چولہے جلے اور حضرت عمر نگراں مقرر تھے حضرت عباس آپ کے خچر پر سوار ہو کر آدمی کی تلاش میں تھے جو قریش کو جا کر خبر دے دے اور ان سے کہہ دے کہ وہ آکر آپ سے امان لے لیں اور شہر مکہ میں جنگ نہ ہونے دیں۔ حضرت عباس نے چلتے ہوئے ابو سفیان بن حرب کی بدیل سے گفتگو سن لی اس نے کہا آج رات جیسی آگ میں نے نہیں دیکھی ابو سفیان کی آواز کو حضرت عباس نے پہچان لیا اور اس کو پکارا اے ابوالفضل یہ لوگوں کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں اس نے کہا پھر کیا تدبیر کی جائے انہوں نے کہا میرے ساتھ سوار ہو جائیے چل کر آپ سے امن مانگ لیں آپ کے پاس آئے آپ نے ابو سفیان سے کہا کیا اب بھی اللہ کی وحدانیت کا علم نہیں ہوا۔ اس نے کہا اگر اس کے علاوہ کوئی معبود ہوتا تو ضرور میری مدد کرتا پھر آپ نے فرمایا کیا میری رسالت کے اعتراف کا وقت نہیں آیا ابو سفیان خاموش رہا حضرت عباس نے کہا تمہارے لیے ہلاکت ہو اسلام لے آؤ محفوظ رہو گے پھر اس نے اسلام قبول کر لیا پھر آپ کے حکم کے

بموجب حضرت عباس ابوسفیان کو لے کر خطم جبل پہاڑی کے ناکے پر ٹھہرے ہر قبیلہ اپنے جھنڈے کے ساتھ گزر تا اور ابوسفیان کو حضرت عباس بتاتے جاتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی تواضع کے ساتھ سر نیچے کئے ہوئے "انا فتحنا لك فتحا مبينا" (الفتح:۱) پڑھتے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے آپ نے فوج کے ایک جہت پر خالد بن ولید اور دوسرے پر زبیر بن عوام کو متعین کیا اور فرمایا جو خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے وہ مامون اور جو ابوسفیان کے گھر میں گھس جائے وہ مامون اور جس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر دیا وہ مامون پھر آپ نے مسجد حرام کا طواف کیا اور اس کے ارد گرد ۳٦۰ نصب کئے گئے بتوں کو گراتے اور "جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا" پڑھتے آگے بڑھے پھر خانہ کعبہ میں نماز ادا کی پھر خطاب کرتے ہوئے فرمایا! اے قریش اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلی نخوت اور آبائی عظمت و برتری کو ختم کر دیا ہے سبھی لوگ آدم سے پیدا ہوئے ہیں اور آدم کی پیدائش مٹی سے ہوئی ہے پھر فرمایا جاؤ تم سب آزاد ہو پھر دوسرے دن آپ نے مکہ کی عظمت اور حرمت پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لیے مکہ میں قتل و خونریزی جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس کے حدود میں اگے ہوئے پودے کا کاٹنا جائز ہے میرے لیے اللہ تعالیٰ نے طلوع آفتاب سے عصر تک لڑائی کی اجازت دی تھی پھر پہلے کی طرح اس کی حرمت لوٹا دی جو لوگ موجود ہوں غیر موجود لوگوں کو بتادیں پھر آپ ۱۹ دن توحید و ایمان کی ترسیخ اور لوگوں سے بیعت کے لیے مکہ میں رکے رہے اور قصر کے ساتھ صلوٰۃ ادا کرتے رہے اس واضح فتح و کامرانی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مدد کی لوگ دین اسلام میں جوق در جوق داخل ہونا شروع ہوئے اور شہر مکہ اسلام اور توحید کا مرکز قرار پا گیا اور شرک و ظلمت کے بادل چھٹ گئے۔

الٰہی اس عظیم نعمت کی شکر گزاری کی توفیق دے اور ہر وقت، ہر جگہ امت اسلامیہ کی مدد فرما اور ہماری اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما۔ (آمین)

بیسویں مجلس

نصرت ومدد کے حقیقی اسباب ووسائل

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد۔

بھائیو! اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ "وكان حقا علينا نصر المؤمنين" (الروم:۴۷) کے بموجب غزوہ بدر، احزاب، فتح مکہ اور حنین وغیرہ میں مسلمانوں کی بھرپور مدد فرمائی کیونکہ یہ لوگ دین متین پر قائم رہے اور مدد ونصرت کے حقیقی ذرائع ووسائل اپنا رکھے تھے ان کے پاس عزم واستقلال تھا جس سے یہ دشمنوں پر حاوی وغالب تھے نیز انہوں نے ظاہری وباطنی قوتوں سے اپنے آپ کو تیار کر رکھا تھا جیسا کہ آیت کریمہ میں ان اوصاف حمیدہ کا ذکر فرمایا گیا ہے ارشاد باری ہے: وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ (الحج:۴۰،۴۱)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی ضرور مدد کرے گا جو اس کے دین کی مدد کریں گے اللہ تعالیٰ قوی اور غالب ہے وہ لوگ جنہیں ہم زمین پر اگر غلبہ وسطوت دیدیں تو صلوٰۃ وزکوٰۃ کی پابندی کریں گے بھلائیوں کا حکم کریں گے اور برائیوں سے روکیں گے اور انجام کار اللہ کے ہاتھ ہے۔

اس آیت کریمہ میں ان خصائل حمیدہ کا ذکر کیا گیا ہے جن کو اپنا کر انسان

نصرت الٰہی کا مستحق قرار پاتا ہے وہ اوصاف مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) زمین پر غلبہ و سطوت: یہ چیز دنیاوی جاہ و مال و مدح سرائی سے ہٹ کر ہر حال میں خالص توحید پرستی سے ہی حاصل ہو سکتی ہے اللہ نے فرمایا: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ الخ "(النور:۵۵) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کئے زمین پر خلیفہ بنانے کا وعدہ کر رکھا ہے۔

(۲) صلوٰۃ کی ادائیگی اس کے ایمان و شروط و واجبات و مستحبات کے ساتھ کرنا اچھی طرح طہارت حاصل کرنا، رکوع و سجود اور قیام و قعود نیز وقت اور جمعہ و جماعت اور صلوٰۃ میں خشوع و خضوع کی محافظت کرنا کیونکہ خشوع صلوٰۃ کی روح ہے بغیر خشوع صلوٰۃ بے جان جسم کے مانند ہے۔ عمار بن یاسر سے مروی ہے: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ آدمی واپس ہوتا ہے اور اس کے حق میں صلوٰۃ کا دسواں، نواں، آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھائی، تہائی اور آدھا ثواب لکھا جاتا ہے۔(ابوداؤد، نسائی)

(۳) بطیب خاطر اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی اور مال کی پاکی کے ارادہ سے بے کم وکاست مستحقین کو زکوٰۃ دینا۔

(۴) احیاء دین، حصول رضا و رحمت، اصلاح عباد کی نیت سے اللہ اور اس کے رسول کے تمام وجوبی و استحبابی فرمودات کی طرف رہنمائی کرنی کیونکہ ایک مومن دوسرے کے لیے سیسہ پلائی دیوار کے مانند ہے یہ خود اللہ کا مطیع و فرمانبردار ہونا اور اپنے دوسرے بھائی کو بھی اسی صفت سے متصف ہونا پسند کرتا ہے۔

(۵) عبادات و اخلاق و معاملات سے متعلق اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے روکے گئے تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے لوگوں کو باز رکھنا تاکہ دین الٰہی اور بندوں کی حفاظت اور تباہی و بربادی کے اسباب و وسائل سے بچاؤ ہو سکے۔ لہٰذا امر بالمعروف و نہی عن المنکر امت کی بقاء، عزت و اجتماعیت کی قوی اساسی بنیاد ہے اسی

لیے حسب استطاعت یہ دونوں چیزیں ہر مومن مرد اور مومنہ عورت پر فرض ہیں اور یہ وصف صرف اس امت محمد یہ کی خصوصیت رہی ہے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر نہ کرنے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے اللہ نے فرمایا:

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ (المائدہ:۷۸) حضرت داؤد اور عیسیٰ علیہما السلام کی زبانی کفار بنی اسرائیل پر نافرمانی اور ظلم وزیادتی کے سبب لعنت بھیجی گئی یہ لوگ غلط کاریوں سے ایک دوسرے کو منع نہیں کرتے تھے یہ بڑا ہی بُرا کام کرتے تھے۔

جس وقت ارشاد باری کے بموجب عزم واستقلال اور مادی قوت کے ساتھ یہ مذکورہ پانچوں اوصاف پائے جائیں گے اس وقت اللہ کے حکم سے مدد ضرور ہوگی اور ایسی مدد ہوگی جس کا تصور نہیں ہو سکتا ایں سبب ایک مومن کی نگاہ میں مادی طاقت طاقت باری کے مقابل کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ قوم عاد نے اپنی طاقت پر غرور کیا اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک آندھی سے برباد کردیا۔ فرعون اور اس کی قوم نے سر اٹھایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں غرق آب فرما کر حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کو سلطنت عطا کی۔ قریش مکہ نے جب فخر و گھمنڈ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں شکست خوردہ ہو کر تا قیامت لوگوں میں ذلیل ورسوا ہوئے۔

ہم مسلمان بھی اگر دور حاضر میں انہیں اسباب کو اپنائیں، دین پر ثابت قدم رہیں اور موجودہ جنگوں میں صداقت واخلاص کو لازم پکڑیں تو سلف صالحین کی طرح آج ہماری بھی مدد ہوگی کیونکہ فرمان باری ہے: "**ولن تجد لسنة الله تبديلا**" (الاحزاب:٦٢) اللہ کے طریقہ میں تبدیلی نہیں پاؤ گے۔

اے اللہ ہماری عزت وکرامت واعانت ونصرت اور اسلام کی سربلندی اور کفر وعصیان کی ذلت وبربادی کے اسباب ووسائل فراہم فرما۔ آمین

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين۔

٦٧.

اکیسویں مجلس

رمضان کے آخری عشرہ کی فضیلت

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد۔

بھائیو! رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی بڑی فضیلت کتب احادیث میں وارد ہیں اس کی خصوصیات میں سے چند ذیل میں مذکور ہیں۔

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس عشرہ اخیرہ میں اتنی عبادت، ریاضت کرتے تھے کہ دوسرے عشرہ میں اتنی حد تک نہیں کرتے تھے۔ (مسلم)

واضح رہے کہ عبادت سے مراد ہر طرح کی عبادت ہے خواہ صلوٰۃ ہو یا زکوٰۃ، تلاوت قرآن ہو یا ذکر واذکار۔ چنانچہ آپ ان چند راتوں کو غنیمت سمجھ کر صلوٰۃ وذکر میں خود بھی لگے رہتے اور اس کے لیے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے تھے لہٰذا ایک مومن کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے اور اپنے اہل وعیال پر اس قیمتی وقت کو برباد کرے مگر افسوس کہ آج بہت سے مسلمان لہو لعب میں رات کا اکثر حصہ گزار دیتے ہیں اور جب قیام کا وقت آتا ہے تو جاکر سوجاتے ہیں اس طرح بڑے خیر وبرکت سے محروم رہ جاتے ہیں۔

(۲) اعتکاف بیٹھنا یعنی طاعت الٰہی کیلئے فارغ ہو کر مسجد کو لازم پکڑنا آپ اور آپ کے صحابہ اور سلف صالحین کا اس پر عمل رہا ہے اور کتاب وسنت سے ثابت ہے۔ حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ آپ نے شب قدر کی تلاش میں رمضان کے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر دوسرے عشرہ کا پھر آپ کو بتایا گیا کہ شب قدر آخری عشرہ میں ہوتی ہے لہٰذا تم میں سے جو اعتکاف کرنا چاہے وہ آخری عشرہ میں کرے۔ (مسلم)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ اور آپ کے بعد ازواج مطہرات رمضان کے

آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔(بخاری و مسلم)
آپ صلوٰۃ فجر پڑھ کر اعتکاف گاہ داخل ہو جاتے تھے لہٰذا ہر معتکف کو چاہیے کہ اعتکاف کے وقت لوگوں سے کٹ کر ذکر و تلاوت اور صلوٰۃ میں مشغول رہے دنیاوی بے کار چیزوں سے دور رہے البتہ مصلحتاً بیوی سے یا دوسرے لوگوں سے صحیح اور درست تھوڑی بات چیت کی جاسکتی ہے۔ حضرت صفیہ فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں ہوتے، میں رات میں زیارت کے لیے آتی، کچھ دیر بات چیت کر کے جب واپس ہوتی تو پلٹانے کے لیے کچھ دور آپ بھی میرے ساتھ چلتے۔(بخاری و مسلم)
واضح رہے کہ معتکف کے لیے جماع اور بیوی کو شہوت سے چھونا، بوسہ دینا حرام ہے۔ البتہ ضرورت کے تحت جسم کے بعض حصوں کو نکالا جاسکتا ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ حالت اعتکاف میں اپنا سر مسجد سے باہر نکالتے اور میں دھو دیتی تھی حالانکہ میں حیض سے ہوتی تھی۔(الحدیث)
علاوہ ازیں مسجد سے پورے جسم کو باہر نکالنے کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔
(۱) انسانی ضروریات "مثلاً پیشاب، پاخانہ، ضروری وضو و غسل جنابت، کھانا، پینا وغیرہ" اگر مسجد میں انتظام نہ ہو تو ان کی تکمیل کے لیے باہر نکلا جاسکتا ہے لیکن اگر یہ سب چیزیں مسجد ہی کے اندر مہیا ہو سکیں تو مسجد سے باہر نہیں نکلنا چاہیے۔
(۲) کسی مریض کی عیادت یا جنازہ میں شرکت جیسے غیر واجب کار خیر کے لیے نکلنا جائز نہیں ہے لیکن اگر معتکف نے اعتکاف کرتے وقت ان دونوں باتوں کی شرط لگا رکھی ہو تو دریں صورت مسجد سے باہر نکلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
(۳) اعتکاف کے منافی "مثلاً خرید و فروخت یا بیوی سے جماع وغیرہ" چیزوں کے لیے نکلنے سے اعتکاف ختم ہو جائے گا خواہ شرط لگا رکھی ہو یا نہ لگائی ہو۔
(۴) اس آخری عشرہ کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اسی میں شب قدر پائی جاتی ہے جس کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے افضل قرار دی گئی ہے۔
الٰہی ہمیں دینوی و اخروی صلاح کی توفیق مرحمت فرما اور ہماری اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی اے ارحم الراحمین! مغفرت فرما۔(آمین)

بائیسویں مجلس

شب قدر اورعشرِ اواخر میں عمل و عبادت

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد۔

بھائیو!اس متبرک عشرہ میں شب قدر ہوتی ہے جو خیر و برکت کی رات کہلاتی ہے اسی رات قرآن کا نزول ہوا اور اسی رات پورے سال کی روزی، موت، خیر و شر، لوح محفوظ سے فرشتوں کے حوالہ کردیا جاتا ہے اس مبارک رات کے متعلق ارشاد باری ہے: إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (الآیات)" یعنی ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل فرمایا ہے، آپ کو معلوم ہے کہ شب قدر کیا ہے؟ یہ ایک ایسی رات ہے جس کی عبادت ہزار ماہ سے افضل ہے اس رات حکم الٰہی سے رحمت کے فرشتے اور حضرت جبریل نازل ہوتے ہیں یہ رات مومنین کے لیے طلوع فجر تک امن وسلامتی کی رات ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کے متعلق فرمایا: جس نے ایمان واعتقاد، اخلاص و نیک نیتی سے اس رات قیام کرلیا اس کے پچھلے گناہ (صغائر) معاف کردیے جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

اس رات کا وجود ماہ رمضان میں پہلی امتوں میں بھی تھا اور تاقیامت اس امت میں رہے گا حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! لیلۃ القدر صرف رمضان میں ہوتا ہے یا رمضان کے علاوہ بھی؟ آپ نے فرمایا کہ یہ صرف رمضان میں ہوتا ہے پوچھا انبیاء کرام کی زندگی کے خاتمہ کے ساتھ شب قدر بھی اٹھالی گئی یا تاقیامت باقی رہے گی آپ نے فرمایا یہ تاقیامت

رہے گی۔(احمد، نسائی)

بھائیو! یہ مبارک رات رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "**تحروا ليلة القدر في الوتر من العشر الاواخر من رمضان**" (بخاری) شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ یہی قول اصح ہے جیسا کہ بخاری کی روایت "**التمسوها في تاسعة تبقى في سابعة تبقى في خامسة تبقى**" سے پتہ چلتا ہے۔ یوں تو مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر ستائیسویں رات کو ہونا زیادہ متوقع ہے۔

حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں وہ رات جانتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو ستائیسویں رات میں قیام کرنے کا حکم دیا تھا۔(مسلم)

بہر حال شب قدر ہر سال ایک ہی تاریخ میں نہیں ہوا کرتی بلکہ یہ مشیت الٰہی کے تحت رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رات کو بندوں سے مخفی رکھا ہے تاکہ ان طاق راتوں میں آدمی صلوٰۃ، ذکر، دعا بکثرت کرے اور ایک حریص و متلاشی شخص کاہل ولاپرواہ شخص سے ممتاز ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رات کی علامتیں بعض بندوں پر کبھی کبھی واضح بھی فرمادی ہیں جیسا کہ آپ نے اس شب کی علامت یہ دیکھی کہ اس کی صبح میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں چنانچہ اسی رات بارش ہوئی پھر صلوٰۃ فجر کیچڑ میں آپ نے ادا فرمائی۔

الٰہی ہمیں اپنی نعمت کی شکر گزاری اور حسن عبادت کی توفیق دے۔ ہمیں اپنا مطیع اور ولی بنالے ہمیں، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے(آمین)

تیئیسویں مجلس

جنت کا بیان

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد۔

بھائیو! اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف لپکو جس کی چوڑائی زمین و آسمان جیسی ہے جس میں ایسی چیزیں موجود ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر اس کا وہم گزرا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ أُكُلُهَا دَائِمٌ وَظِلُّهَا" (الرعد: ۳۵) متقیوں سے وعدہ کی گئی جنت کی مثال یوں ہے جس کے نیچے نہریں جاری ہوں اور اس کے پھل اور سایے دائمی ہوں۔

دوسری جگہ فرمایا گیا" وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِن ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِن قَبْلُ ۖ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا ۖ وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۖ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٥﴾ (البقرہ: ۲۵) ایمان و عمل صالح والوں کو خوشخبری دید یجئے کہ ان کے لیے ایسی جنتیں ہوں گی جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جب انہیں کھانے کے لیے پھل دیئے جائیں گے تو وہ کہیں گے یہ تو ہم پہلے دیئے جا چکے ہیں اور انہیں روزی مشابہ انداز کی دی جائے گی اور اس میں ان کے لیے پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

نیز فرمایا: مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۖ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ﴿١٣﴾

(الدھر: ۱۳) جنتی لوگ تختوں پر ٹیک لگائے ہوں گے انہیں نہ گرمی لگے گی اور نہ ہی ٹھنڈک۔ الغرض جنت کی لذت اور عیش و عشرت کے متعلق قرآن کے اندر بے شمار آیتیں موجود ہیں یہاں بطور نمونہ چند ہی کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

ان آیات قرآنی کے علاوہ چند احادیث نبویہ بھی بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جنت میں سو درجے ہیں جو مجاہدین کے لیے تیار کئے گئے ہیں ہر دو درجہ کے درمیان زمین و آسمان کا فاصلہ ہے۔ لہٰذا جب تم اللہ تعالیٰ سے مانگو تو جنت الفردوس مانگو جہاں سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں جس کے اوپر عرش الٰہی ہے۔ (بخاری)

حضرت انس مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ جنت کی ایک قدم کی جگہ دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے افضل و برتر ہے اگر جنت کی ایک حور دنیا کی طرف جھانک دے تو پوری دنیا روشن اور معطر ہو جائے اور ان کا دوپٹہ دنیا ومافیہا سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

نیز دوسری روایت میں فرماتے ہیں کہ جنت کے اندر ہر جمعہ کو ایک بازار لگے گا جس میں لوگ آئیں گے ایک شمالی ہوا چلے گی جو ان جنتیوں کے کپڑے اور چہروں سے ہو کر گزرے گی اس سے ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو گا جب اپنی بیویوں کے پاس لوٹ کر آئیں گے تو یہ ان سے کہیں گی واللہ ہمارے پاس سے جانے کے بعد تمہارا حسن و جمال بڑھ گیا ہے۔ (مسلم)

زید بن ارقم روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ایک جنتی کو سو آدمی کے برابر کھانے پینے و جماع و شہوت کی طاقت ہو گی ان کی قضاء حاجت یہ ہو گی کہ چمڑوں سے مشک جیسا پسینہ نکلے گا پھر ان کا پیٹ سمٹ جائے گا۔ (احمد، نسائی)

ابو مالک اشعری فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: جنت میں ایسے کمرے ہوں گے جن کا باہر اندر سے اور اندر باہر سے دکھائی دے گا اللہ

تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے تیار کرر کھا ہے جو لوگوں کو کھانا کھلاتے اور صوم پر مداومت کرتے اور اس وقت صلوٰۃ ادا کرتے ہیں جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہیں۔(طبرانی)

حضرت ابو سعید خدری مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ایک اعلان کیا جائے گا کہ تم صحت مند رہو کبھی بیمار نہیں ہونا ہے، تم زندہ رہو کبھی مرنا نہیں ہے، تم جوان رہو کبھی بوڑھا نہیں ہونا ہے، تم خوش رہو کبھی غمگین نہیں ہونا ہے۔(مسلم)

اسی چیز کی خبر قرآن میں دی گئی ہے کہ جنتیوں سے کہا جائے گا کہ یہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ہو۔ یہ اس عمل کے بدلے میں ہے جو تم کرتے تھے۔(الاعراف:۴۳)

الٰہی ہمیں ہیشگی کی جنت نصیب فرما اور ہم پر اپنی رضا نازل فرما اور اپنے چہرۂ انور کا دیدار اور ملاقات کا شوق عنایت فرما۔(آمین)

چوبیسویں مجلس

اہل جنت کی صفات

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد:

بھائیو! جنت کی عیش و عشرت اور اس کی نعمت و خوش عیشی کو آپ پچھلی مجلس میں ملاحظہ کر چکے ہیں۔ ان نعمتوں کی طلب و جستجو اور اس تک پہنچنے کا راستہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں واضح کر دیا ہے جس کو اختیار کر کے انسان ان جنتی نعمتوں سے مستفید ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَسَارِعُوٓا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٣٣﴾ الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣٤﴾ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوٓا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٣٥﴾ (آل عمران: ۱۳۳-۱۳۵)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کے چند اوصاف ذکر کئے ہیں۔

(۱) متقین وہ لوگ ہیں جو مامورات کی بجا آوری اور منہیات سے اجتناب کے ذریعہ اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں۔

(۲) وہ لوگ جو حکم الٰہی کے بموجب مستحقین پر خوشحالی و پریشان حالی میں صدقات و خیرات کرتے رہے نہ تو انہیں خوشحالی نے بخل و حرص پر ابھارا اور نہ ہی بد حالی نے ضروریات کو رکاوٹ مانا۔

(۳) وہ لوگ جو غصہ کو پی جانے والے ہیں نہ تو غصہ کی وجہ سے ظلم کرتے ہیں اور نہ حسد وکینہ رکھتے ہیں۔

(۴) وہ لوگ جو ظلم وزیادتی پر انتقام کی طاقت کے باوجود انہیں معاف کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فرمان: "**واللّٰه یحب المحسنین**" کے اندر اسی احسان کو سراہا گیا ہے جس میں عفو در گذر مناسب موقع پر ہو، اب اگر عفو سے ظالم کے ظلم میں زیادتی واضافہ ہو تو یہ عفو نہ تو مستحسن ہو گا اور نہ ہی اس پر ثواب مترتب ہو گا۔

(۵) وہ لوگ جنہوں نے گناہ کبیرہ یا عام گناہ کا ارتکاب کیا پھر اللہ تعالیٰ کی عظمت ومغفرت کو یاد کرتے ہی اپنے گناہوں سے معافی مانگی تاکہ عیب پر پردہ پڑ جائے اور اس جرم پر مؤاخذہ نہ ہو۔

(۶) وہ لوگ جو علم ومعرفت ہو جانے کے بعد ارتکاب معصیت پر مستمر نہ رہنے والے ہیں بلکہ گناہ کا علم ہوتے ہی توبہ واستغفار کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ گناہ کا علم رکھ کر صغائر کا ارتکاب، مرتکب کو خطرناک مرحلہ تک پہنچادیتا ہے اور اس صغیرہ کو کبیرہ میں بدل دیتا ہے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کے چند اوصاف یوں بیان کئے ہیں

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝٢ وَالَّذِیْنَ
هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝٣ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝٤ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ
حٰفِظُوْنَ ۝٥ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝٦ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ
ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝٧ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝٨ وَالَّذِیْنَ هُمْ
عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝٩ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝١٠ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا
خٰلِدُوْنَ ۝١١

(۱) وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے، کتابوں، رسولوں، آخرت اور تقدیر پر زبان وعمل سے مکمل طور پر ایمان ویقین رکھنے والے ہیں۔

(۲) وہ لوگ جو ظاہر وباطن ہر طرح سے پورے خشوع وخضوع سے صلوٰۃ ادا

کرنے والے ہیں۔

(۳) جو لوگ اپنے وقت کی قدر کرتے ہوئے ہر طرح کے لغو و بیکار قول و فعل سے احتراز کرتے ہیں۔

(۴) جو لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی کرنے والے ہیں خواہ مال کی زکوٰۃ ہو یا لغو قول و فعل سے نفس کا تزکیہ ہو۔

(۵) جو لوگ اپنی شرمگاہوں کو زنا، لواط جیسی معصیت اور اخلاقی سماجی گراوٹ سے حفاظت کرتے ہیں دراصل ملامت کا سبب یہی ہے لیکن اگر کوئی شخص اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل بیوی یا لونڈی سے کرے تو وہ قابل ملامت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو ملامت کئے گئے گروپ سے علیحدہ کر رکھا ہے۔

واضح رہے کہ استمناء (مشت زنی) آیت "فمن ابتغی وراءذالک الخ" کے عموم کے تحت حرام ہے۔

(۶) جو لوگ اپنی صلوٰۃ کو پورے شروط، ارکان اور واجبات کے ساتھ افراط و تفریط سے ہٹ کر ادا کرتے ہیں۔

ان مذکورہ اوصاف کے علاوہ بھی اللہ نے متعدد جگہ اہل جنت کے اوصاف ذکر کئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مختلف حدیثوں کے اندر حصول جنت کے اسباب وذرائع بیان فرمائے ہیں ان میں سے بطور نمونہ چند یہاں ذکر کئے جارہے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص طلب علم کے لیے گھر سے نکلا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرمادیتا ہے۔ (مسلم) حضرت عمر مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے اچھی طرح سے وضو کیا پھر "اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله" کہا تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ (مسلم)

حضرت ثوبان نے آپ سے کہااے اللہ کے رسول! مجھے جنت میں داخل ہونے والا کوئی عمل بتادیجئے آپ نے فرمایا سجدہ بکثرت کرو کیونکہ جو بھی سجدہ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کے عوض درجہ بلند کرے گا اور ایک گناہ معاف کر دے گا۔(مسلم)

حضرت ابوہریرہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے لیے کفارہ ہوتا ہے اور حج مقبول کا بدلہ دخول جنت ہے۔(بخاری و مسلم)

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس کے پاس تین بچیاں ہوں اور وہ ان بچیوں کی دیکھ بھال اور ان پر شفقت و مہربانی کرے تو اس کے لیے جنت قطعی ہے آپ سے پوچھا گیا اگر کسی کے پاس دو ہی بچیاں ہوں آپ نے فرمایا اگرچہ دو ہی ہوں۔ بعض نے کہا اگر آپ سے ایک کہا جاتا تو آپ فرماتے اگرچہ ایک ہی ہو۔(مسند احمد)

بھائیو! اس قسم کی متعدد حدیثوں میں دخول جنت کے بہت سے راستے بتائے گئے ہیں جنہیں اختیار کر کے جنت حاصل کی جاسکتی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کے لیے جنت کی راہ آسان فرمائے۔(آمین)

پچیسویں مجلس

جہنم کا بیان

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد:

بھائیو! اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جہنم اور اس کے دردناک عذاب سے بطور رحمت و شفقت ہم انسانوں کو خبردار کیا ہے تاکہ انہیں سن کر ہم خائف ہوں۔ یوم عذاب آنے سے قبل ہی اس کی طرف توجہ کرکے اس عذاب سے بچ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ" (آل عمران:۱۳۱) اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ "وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا" (الزمر:۷۱) کفار کو جب گروہ در گروہ ہنکا کر جہنم کو لے جایا جائے گا جہنم کے دروازے پر پہنچتے ہی اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ۝ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ۝ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۝ آپ کو معلوم ہے کہ سقر کیا ہے؟ یہ جہنم کا ایسا حصہ ہے جو کوئی چیز باقی نہ چھوڑے گا اور چمڑے ادھیڑ دے گا۔ (المدثر)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَيْرَھَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ (النساء:۵۶) جنہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا ہے انہیں ہم جہنم میں ڈال دیں گے جب ان کے جسم کے چمڑے جل جائیں گے تو اس جگہ ہم نیا چمڑہ پیدا کردیں گے تاکہ وہ عذاب کو

اچھی طرح چکھیں۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿٦﴾ (التحریم:٦)

اے مومنو! اپنی ذات اور اپنے اہل و عیال کو اس جہنم سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر (بت) ہوں گے جس پر انتہائی کڑے اور سخت فرشتے مقرر ہیں جو حکم الٰہی کو بجالاتے ہیں اور کبھی حکم عدولی نہیں کرتے۔

وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ﴿١٥﴾ (محمد:١٥) جہنمیوں کو کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا جس کو پینے کے بعد ان کی انتڑیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔

وَيُسْقَىٰ مِن مَّاءٍ صَدِيدٍ ﴿١٦﴾ يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۖ وَمِن وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ ﴿١٧﴾ (ابراہیم:١٦،١٧)

جہنمیوں کو پیپ آمیز پانی پلایا جائے گا وہ نگلنا چاہیں گے لیکن نگل نہیں سکتے اور انہیں موت ہر طرف سے آگھیرے گی لیکن وہ مریں گے نہیں۔ علاوہ ازیں انہیں سخت عذاب سے دوچار ہونا ہوگا۔ ان آیات کریمہ کے علاوہ جہنم اور اس کے مختلف الانواع عذاب کے متعلق بہت سی حدیثیں موجود ہیں چند احادیث بطور نمونہ ذیل میں ذکر کی جارہی ہیں۔

☆ عبداللہ بن مسعود مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ بروز قیامت جہنم لائی جائے گی جس کے ستر ہزار لگام ہوں گے اور ہر لگام پر ستر ہزار فرشتے اس کو کھینچ رہے ہوں گے۔ (مسلم)

☆ حضرت ابوہریرہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جہنم کی آگ دنیاوی آگ سے انہتر گنا زیادہ تیز ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

☆ ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے ہم نے ایک آواز سنی آپ نے پوچھا کہ جانتے ہو یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ اور

اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ پتھر ہے جس کو ستر سال پہلے اللہ تعالیٰ نے جہنم میں پھینکا تھا جو اس وقت تہہ کو پہنچا ہے۔ (مسلم)

☆ حضرت ابن عباس مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ اگر زقوم کا ایک قطرہ روئے زمین پر گر جائے تو دنیا والوں کی زندگی تباہ و برباد ہو جائے۔ (نسائی، ابن ماجہ، ترمذی)

☆ نعمان بن بشیر مرفوعاً بیان کرتے ہیں: جہنمی کا سب سے ہلکا عذاب یہ ہو گا کہ اسے آگ کی دو جوتیاں پہنائی جائیں گی جس سے اس کا دماغ ہانڈی کی طرح کھولے گا اور وہ اسی کو سخت عذاب تصور کرے گا حالانکہ یہ بہت ہلکا عذاب ہو گا۔ (بخاری و مسلم)

☆ جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے شرابی کو جہنمیوں کا پسینہ اور ان کا پیپ ولہو پلانے کا وعدہ کر رکھا ہے۔ (مسلم)

الٰہی ہمیں جہنم سے بچا اور اپنی رحمت سے متقیوں کا ٹھکانا نصیب فرما۔ ہمیں ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو اپنی رحمت سے اے ارحم الراحمین بخش دے۔ (آمین)

چھبیسویں مجلس

جہنم تک پہنچانے والی چیزیں

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد:

بھائیو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے دخول جہنم کے کچھ اسباب واضح فرمادیے ہیں تاکہ لوگ خوف کھائیں اور ان اسباب سے اپنے آپ کو دور رکھیں عام ازیں کہ ان چیزوں کو اپنانے والا کافر ومرتد اور ہمیشہ جہنم میں رہنے والا قرار دیا گیا ہو یا ہمیشہ جہنم میں نہ رہنے والا فاسق وفاجر شمار کیا گیا ہو۔

ذیل میں چندان اسباب کا ذکر کیا جارہا ہے جن کو اختیار کرنے سے آدمی کافر ومرتد اور دائمی جہنمی قرار دیا جائے گا۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، الوہیت اور اس کے تمام اسماء وصفات میں دوسرے کو شریک وساجھی قرار دینا موجب جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿٧٢﴾ (المائدہ: ۷۲)

(۲) اللہ تعالیٰ، فرشتوں، آسمانی کتابوں، رسولوں، یوم آخرت اور تقدیر میں سے کسی ایک کا بھی کلی طور پر انکار یا اس میں شک وشبہ کرنے سے آدمی کافر شمار ہوگا۔ اللہ نے فرمایا: إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ﴿١٥٠﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ﴿١٥١﴾

(النساء:۱۵۰۔۱۵۱)جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لاتے اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور وہ اسی کو راہ اعتدال تصور کرتے ہیں در حقیقت یہی لوگ کافر ہیں۔ اور کافروں کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(۳) ارکان خمسہ (توحید و رسالت، صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج) کا عمومی طور پر یا کسی ایک رکن کا انکار کرنے والا کافر شمار ہوگا۔ نیز شرک، قتل، زنا و لواطہ وغیرہ کی حرمت کا منکر کافر و خارج از اسلام قرار دیا جائے گا بشرطیکہ اس کے اسلام لانے کا زمانہ قریب ہی نہ ہو۔

(۴) اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور دین و شریعت کا استہزاء و مذاق موجب کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "قُلْ اَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَاتَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَاِيْمَانِكُمْ"(التوبہ:۶۵) آپ فرما دیجئے کہ تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کا استہزاء کرتے تھے تم عذر نہ پیش کرو تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کا ارتکاب کر رکھا ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور دین اسلام میں نقص و عیب نکالنا، اور انکا تذکرہ ایسے الفاظ سے کرنا جس سے اہانت و تنقیص ہوتی ہو۔

(۶) قانون الٰہی کے علاوہ قانون کو حق سے قریب تر اور مخلوق کے مناسب قرار دے کر انسانی قانون کو اپنانا اور قانون الٰہی کو ٹھکرا دینا موجب کفر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ" (المائدہ:۴۴) جن لوگوں نے اللہ کے نازل کردہ حکم کے بموجب فیصلہ نہیں کیا وہی لوگ کافر ہیں۔

(۷) نفاق یعنی ظاہری قول و فعل سے اسلام کا اظہار اور قلبی طور پر اس کا انکار کرنا کفر صریح سے زیادہ خطرناک اور ضرر رساں ہے اسی لیے ان کی سزا بھی کافروں سے سخت متعین کی گئی ہے۔ فرمایا گیا: اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ

الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًاۙ (النساء:۱۴۵) بے شک منافقین جہنم کے نچلے طبقے میں ہوں گے ان کا کوئی معین ومددگار نہ ہوگا۔

نفاق کی بہت سی علامتیں ہیں جن میں چند ذیل میں ذکر کی جارہی ہیں:

(۱) اللہ کی طرف سے نازل کردہ حکم میں شک وشبہ کرنا اگرچہ لوگوں پر وہ اپنے کو مومن ہی کیوں نہ ظاہر کرے۔

(۲) اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کو ناگوار سمجھنا۔

(۳) اسلام کے غلبہ اور اہل اسلام کی مدد کو ناپسند کرنا اور ان کی اعانت ومدد نہ ہونے پر خوش ہونا۔

(۴) مسلمانوں کے مابین فساد و تفرقہ ڈالنا اور اس فعل قبیح کو پسند کرنا۔

(۵) دشمنان اسلام سے محبت کرنی اور ان کے اسلام مخالف نظریات کی مدح سرائی اور نشرواشاعت کرنی۔

(۶) مومنوں کی عبادت میں عیب نکالنا اور ان کی بدگوئی کرنی۔

(۷) مسلمانوں کی دعوت و تبلیغ میں شک کرنا اور اس کو حقیر سمجھ کر اعراض کرنا۔

(۸) صلوٰۃ کو گراں محسوس کرنا اور اس سے لاپرواہی کرنی۔

(۹) اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو ایذاء پہنچانا۔

الٰہی ہمیں نفاق سے بچا اور اپنی مرضی کے مطابق ایمان کی توفیق دے اور میری اور میرے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما (آمین)

ستائیسویں مجلس

دخول جہنم کے اسباب

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد:

بھائیو! گزشتہ مجلس میں چند ایسے اسباب کا ذکر کیا جا چکا ہے جن کے ارتکاب پر آدمی کافر اور دائمی جہنمی قرار دیا گیا ہے اس مجلس میں ان اسباب کا تذکرہ ہو گا جن کا مرتکب کافر نہیں بلکہ فاسق و فاجر اور جہنم میں ہمیشہ نہ رہنے والا شمار کیا گیا ہے۔

(۱) والدین سے صلہ رحمی ختم کر لینا اور قول یا عمل سے انہیں ایذاء و تکلیف پہنچانا اللہ نے فرمایا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ (الاسراء: ۲۳) والدین کو نہ تو اف کہو اور نہ جھڑکو اور ان سے نرم لہجہ میں گفتگو کرو۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شرابی، والدین کے نافرمان اور دیوث پر جنت حرام کر دی ہے۔

(۲) اعزہ و اقارب سے تعلقات کو ختم کر دینا۔ آپ نے فرمایا کہ قطع تعلق کرنے والا جنت میں داخل نہ ہو گا۔ (بخاری و مسلم) افسوس کہ آج بہت سے لوگ والدین اور اقرباء کے حقوق سے لاپرواہی کرتے ہیں اور وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ صلہ رحمی خود بھی نہیں کرتے حالانکہ یہ عذر معقول نہیں ہے کیونکہ صلہ رحمی کے عوض صلہ رحمی کرنا اخلاص و رضاء الٰہی کے تحت نہیں ہوا کسی عوض کے لیے صلہ رحمی کرنا دراصل صلہ رحمی نہیں ہے بلکہ کٹے ہوئے تعلقات کو جوڑنا حقیقی صلہ رحمی ہے (بخاری)

(۳) سود خوری جیسا کہ ارشاد باری ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا

الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً (آل عمران:۱۳۰) اے مومنو! کئی گنا اضافہ کے ساتھ سود مت کھاؤ۔ دوسری جگہ فرمایا" اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ (البقرہ:۲۷۵) سود خور شیطان زدہ شخص کے مانند لڑکھڑاتے اٹھیں گے یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں سود خرید و فروخت کی طرح ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔

(۴) یتیموں کا مال کھانا اور اس کو ضائع و برباد کرنا۔ فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنا پیٹ انگاروں سے بھرتے ہیں اور عنقریب وہ جہنم رسید ہوں گے۔ (النساء:۱۰)

(۵) جھوٹی گواہی دینی جیسا کہ ارشاد نبوی ہے کہ جھوٹی گواہی دینے والے شخص کا قدم نہیں ٹل سکتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم واجب کر دے گا۔ (ابن ماجہ، حاکم)

(۶) رشوت خوری کرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ (طبرانی)

واضح رہے کہ اپنا حق لینے یا ظلم کا دفاع کرنے کے لیے دینا رشوت نہیں ہے بلکہ ناحق فیصلہ دینے اور غلط چیز پر مدد ملنے کے لیے دی گئی رقم کو رشوت کہا جاتا ہے۔

(۷) جھوٹی قسم کھا کر اپنے دعوا کے مطابق فیصلہ لینا یا جھوٹی قسم کے ذریعہ مدعی کا انکار کر کے اپنے کو بری قرار دینا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جھوٹی قسم کھا کر اپنے بھائی کا مال اپنا لیا اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ (احمد، حاکم)

(۸) ظلم و میلان اور لا علمی کے باوجود لوگوں کے مابین فیصلہ کرنا حضرت بریدۃ بن حصین مرفوعاً بیان کرتے ہیں جج تین طرح ہوتے جن میں ایک جنتی اور دو جہنمی ہوں گے جنتی وہ ہوگا جس نے حق و صحیح کا علم رکھا پھر اس کے مطابق

فیصلہ دیا۔ اور جس نے صحیح بات کا علم رکھا لیکن فیصلہ میں زیادتی کی یا لوگوں کے درمیان بلا علم فیصلہ کیا یہ دونوں حضرات جہنمی ہیں۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

(۹) قوم کی خیانت اور ان کی بدخواہی کرنی جیسا کہ معقل بن یسار مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کا حاکم بنایا اس نے قوم کی تادم حیات خیانت کی اللہ تعالیٰ نے ایسے حاکم پر جنت کو حرام کردیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۱۰) انسان یا حیوان کی تصویر کھینچنا جیسا کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ آپ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ تمام تصویر کھینچنے والے جہنمی ہیں ہر تصویر کی جگہ اس کو روح ملے گی پھر وہ اسے جہنم میں سزا دے گی۔ (مسلم) جمہور علماء کے نزدیک درخت، پودا، پھل الغرض غیر ذی روح کی تصویر میں کوئی حرج و مضائقہ نہیں ہے البتہ کچھ علماء نے مطلقاً منع کیا ہے اور بخاری کی مرفوع روایت **"ومن اظلم ممن ذهب يخلق كخلقي"** کو دلیل بنایا ہے۔

(۱۱) بخیل، متکبر و مغرور، حق کو کچل دینے والا، تواضع نہ اپنانے والا، ناحق تشدد پسند بھی فسق کا شکار ہونے کی وجہ سے جہنم میں جائے گا جیسا کہ حارثہ بن وہب مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ **"الا اخبركم باهل النار كل عتل جواظ، مستكبر"** (بخاری و مسلم) کیا تمہیں اصلی جہنمی کو نہ بتاؤں وہ ناحق متشدد، بخیل اور متکبر غیر متواضع لوگ ہیں۔

(۱۲) کھانے پینے میں سونا اور چاندی کا برتن استعمال کرنا خواہ استعمال کرنے والا مرد ہو یا عورت جیسا کہ فرمان نبوی ہے جو شخص کھانے پینے میں سونا چاندی کا برتن استعمال کرتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کا انگارہ داخل کرتا ہے۔ (مسلم)

بھائیو! اسباب جہنم سے بچو اور ایسے وسائل اور اسباب اختیار کرو جن سے جنت حاصل ہو اور اپنے رب سے تاحیات حق پر ثابت قدمی کی دعا کرو کہ الٰہی حق پر ثابت رکھ اور اسی پر موت دے اور ہمیں ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔ (آمین)

اٹھائیسویں مجلس

صدقۂ فطر

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد:

بھائیو! رمضان المبارک کے اختتام پر اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ عید سے پہلے تم پر صدقۂ فطر ضروری قرار دیا ہے جس کی مشروعیت و حکمت اور اس کے جنس ومقدار ووقت وجوب وغیرہ کے متعلق اس مجلس میں عنقریب گفتگو ہو گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر ہر چھوٹے بڑے مرد، عورت، آزاد، غلام مسلمان پر فرض کیا ہے اور آپ کا فرض کردہ حکم امر الٰہی جیسا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا" (الحشر: ۷) رسول جو کچھ تمہیں دیں اس کو لازم پکڑلو اور جس سے منع فرمائیں اس سے رک جاؤ۔ صدقۃ الفطر اپنی طرف سے اپنے ماتحتوں نیز ایسے اقرباء کی طرف سے نکالنا ضروری ہے جو استطاعت نہیں رکھتے البتہ استطاعت کی صورت میں اقرباء کا خود نکالنا بہتر ہے کیونکہ اصل مخاطب وہ خود ہیں، حمل کی طرف سے ادا کرنا ضروری نہیں لیکن کوئی دینا چاہے تو دے سکتا ہے حضرت عثمان ادا کیا کرتے تھے۔

صدقۃ الفطر کی ادائیگی میں فقراء ومساکین کے ساتھ احسان، اخلاق کریمانہ سے انصاف، صوم کی لغویات سے تطہیر تکمیل صوم پر شکر گزاری جیسی اہم حکمت وفلسفہ مضمر ہے۔ حضرت ابن عباس مرفوعاً فرماتے ہیں کہ صدقۃ الفطر

لغویات سے صوم کی تطہیر اور مساکین کے کھانے کے طور پر فرض کیا گیا ہے جس نے صلوٰۃ عید سے قبل دے دیا اس کا صدقہ فطر ادا ہوا اور جس نے بعد صلوٰۃ ادا کیا تو اس کا حکم عام صدقہ جیسا رہا (ابو داؤد، ابن ماجہ) صدقۃ الفطر انسان کی عام غذائی اشیاء سے ادا کرنا ضروری ہے حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا صدقۃ الفطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فرض کیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

لہٰذا کھجور، گیہوں، جو، چاول کشمش اور پنیر وغیرہ انسانی غذا سے صدقۃ الفطر نکالنا ضروری ہے جانوروں کی غذا سے نکالنا کافی نہ ہوگا۔ اسی طرح کپڑا، برتن وعام سامان دینے سے بھی صدقۃ الفطر ادا نہ ہوگا نیز اس منصوص غلہ کی قیمت نکالنا حدیث نبوی "**من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد**" کا مصداق اور صحابہ کرام کے عمل کی مخالفت ہے علاوہ ازیں قیمت کی ادائیگی میں معین جنس سے غیر معین جنس کی طرف عدول اور صدقہ ظاہرہ سے صدقہ خفیہ کی طرف نکلنا وغیرہ وغیرہ عقلی خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ ان مذکورہ اشیاء سے غروب شمس کے بعد عید رات ہی سے ایک صاع ہر مسلمان کی طرف سے صدقہ نکالنا ضروری ہو جاتا ہے بشرطیکہ اس کے پاس یوم عید کے خرچ سے زائد ہو حتیٰ کہ اگر کسی کے پاس دو کلو ۴۰ گرام سے کم ہی فاضل ہو تو حدیث نبوی "**اذا امرتكم بأمر فأتوا منه مااستطعتم**" (بخاری و مسلم) کے تحت اتنا ہی صدقۂ فطر نکال دے اس میں کسی طرح کا تردد نہ کرے۔

صدقۃ الفطر کی ادائیگی عید کی صبح صلوٰۃ عید سے پہلے افضل ہے جیسا کہ ابن عمر مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید گاہ جانے سے قبل ہی فطرہ ادا کر دینے کا حکم دیا تھا۔ (مسلم) البتہ عید سے ایک دو دن پہلے بھی دینا جائز ہے۔ جیسا کہ بخاری میں آیا ہے کہ حضرت ابن عمر عید سے ایک دو دن پہلے ہی صدقۂ فطر نکالتے تھے۔ (بخاری) بلاعذر صلوٰۃ عید کے بعد صدقۃ الفطر غیر

مقبول عام صدقہ کا سا ہو گا لیکن اگر کسی کے پاس صدقۃ الفطر لینے والا نہ پہنچا ہو
یا اچانک عید کی اطلاع ملی اور اتنا موقع نہ مل سکا ہو کہ وہ اپنا فطرہ تقسیم کر دے یا کسی
شخص پر اس نے بھروسہ کر رکھا ہو اور وہ نکالنا بھول گیا ہو یا اسی طرح کے دیگر
اعذار معقولہ کی موجودگی میں بعد صلوٰۃ عید فطرہ نکالا جا سکتا ہے۔

اگر وقت پر فطرہ کا مستحق یا اس کا وکیل موجود ہو تو صلوٰۃ عید سے قبل اس کے
حوالہ کرنا ضروری ہے اور کسی ایسے شخص کو دینے کا ارادہ جو نہ خود موجود ہے اور نہ
ہی اس کا وکیل تو دریں صورت صدقۃ الفطر دوسرے مستحقین کے حوالہ کر دیا
جائے خواہ وہ وہاں کے مقیم ہوں یا دوسرے اسلامی ممالک سے آئے ہوں اگر کوئی
ایسی جگہ ہو جہاں فقراء نہ ہوں یا فقراء کو نہ پہچانتا ہو تو اس صورت میں فطرہ ایسے
شخص کے حوالہ کر دے جو مستحقین تک پہنچا سکے۔

فطرہ، فقراء اور ایسے مقروض کو دیا جائے جس کے پاس ادائیگی کی کوئی
صورت نہ ہو خواہ ایک فطرہ مختلف فقراء پر ہو یا متعدد فطرہ ایک ہی مسکین پر
الغرض ان کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے تقسیم کیا جائے۔ کیونکہ آپنے
صدقۃ الفطر کی مقدار تو بتادی ہے لیکن مستحقین کی مقدار کی تحدید نہیں کی ہے
فقیر دوسروں سے صدقہ لے کر اپنی اور اپنے اہل و عیال کی طرف سے تول کر یا
فطرہ دینے والے کی خبر پر اعتماد کے بعد صدقہ فطر دے سکتا ہے۔ لہٰذا اگر ایک
جماعت اپنے فطرے کو ایک برتن میں اکٹھا کر دے اور اسی سے مستحقین کو بلا ناپ
دیتی رہے تو یہ جائز ہے لیکن انہیں چاہئے کہ فقراء کو دیتے وقت یہ بتادیں کہ اس
کی مقدار مجھے معلوم نہیں ہے ورنہ وہ دھوکہ کھا کر بلا ناپ و تول اپنی طرف سے
فطرہ کے طور پر دے دیں گے۔

الٰہی ہمیں اپنی مرضی کے مطابق اطاعت و فرماں برداری کی توفیق دے اور
ہمارے نفس، قول و فعل کا تزکیہ فرما۔ (آمین)

انتیسویں مجلس

توبہ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد:

بھائیو! ماہ رمضان کو اپنے گناہوں سے توبہ اور اللہ کی رضاجوئی کے ساتھ رخصت کرو انسان خطاوار ہے اور اچھا گنہ گار وہ ہے جو توبہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے توبہ واستغفار پر جگہ جگہ ابھارا ہے فرمایا: "وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ (ھود:۳) اپنے رب سے توبہ واستغفار کرو۔ نیز فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا (التحریم:۸) اے مومنو! اللہ سے خالص توبہ کرو ایک جگہ فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴿۲۲۲﴾ (البقرہ:۲۲۲) اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک وصاف رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

ان آیات کریمہ کے علاوہ بہت سی حدیثیں ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ واستغفار پر رغبت دلائی ہے۔ حضرت اغر بن یسار مزنی روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: لوگو! توبہ واستغفار کرو میں دن میں سو بار توبہ کرتا ہوں۔ (مسلم)

دوسری روایت میں حضرت انس مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندہ کے توبہ سے اتنا زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا خوش بندہ زاد سفر سے لدی ہوئی اپنی گمشدہ اونٹنی کو بہت ناامیدی کے بعد پاکر ہوتا ہے حتیٰ کہ شدت خوشی میں کہتا ہے

اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔(مسلم)

توبہ اللہ تعالیٰ کی معصیت ونافرمانی سے اس کی اطاعت وفرمانبرداری کی طرف لوٹنے کا نام ہے جو ہر شخص پر بلا تاخیر بجالانا ضروری ہے۔ کیونکہ تاخیر میں ناگہانی موت اور توبہ کا موقع نہ ملنے، نیز معصیت پر اصرار سے فسادات قلب اور عصیان سے الفت واستحکام جیسے فعل قبیح کا اندیشہ اور خطرہ ہے کیونکہ جب انسان غلط کام کا عادی ہوجاتا ہے تو اس سے علیحدہ ہونا مشکل ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ارتکاب جرائم سے محفوظ رکھے۔(آمین) خالص توبہ کے لیے مندرجہ ذیل پانچ شرطیں ضروری ہیں۔

(۱) توبہ کا محرک اللہ تعالیٰ کی محبت وعظمت، ثواب کی امید اور عذاب الٰہی کا خوف ہو نہ کہ دنیا طلبی۔

(۲) صادر شدہ گناہ پر غم وندامت ہو اور یہ تمنا ہو کہ کاش یہ گناہ نہ ہوا ہوتا۔

(۳) معصیت کے ارتکاب سے فوراً رک جائے اگر معصیت فعل حرام سے متعلق ہو تو اس کو فوراً چھوڑ دے اور اگر ترک واجب سے ہو اور اس کی قضا ممکن ہو تو فوراً بجالائے۔ جیسے زکوۃ، حج وغیرہ۔ کیونکہ معصیت پر استمرار کے ساتھ توبہ قبول نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر معصیت حقوق العباد سے متعلق ہو تو جب تک حق، صاحب حق یا اس کے ورثہ کے حوالہ نہ کردیا جائے اس وقت تک توبہ قبول نہ ہوگی اور اگر غیبت وغیرہ ہو تو چاہیے کہ علم ہوتے ہی مجلس غیبت ہی میں اس شخص کے لیے استغفار اور اس کے محاسن ذکر کرے تاکہ "إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ "(ھود:۱۱۵) کے تحت یہ شخص گناہ سے صاف ہوجائے۔

(۴) دوبارہ آئندہ اس معصیت کے ارتکاب کا عزم وارادہ نہ ہو۔ ترک معصیت پر تردد وشک سے کی گئی توبہ قبول نہ ہوگی۔

(۵) توبہ کی قبولیت وقت کے اندر ہو وقت قبول نکل جانے کے بعد توبہ قبول نہ ہوگی اس کی دو صورت ہے ایک عام اور دوسرا خاص۔

۱۔ عام توبہ کا سلسلہ اس وقت تک نفع بخش ہوگا جب تک کہ سورج مغرب سے نہ طلوع ہو جائے پھر کوئی توبہ مفید نہ ہوگی۔ فرمایا:
يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا (الانعام:۱۵۸) تیرے رب کی بعض نشانیاں ظاہر ہونے کے بعد کسی ایسے شخص کا ایمان نافع نہ ہوگا جو پہلے سے ایمان نہ لایا اور نہ ہی نیکیاں کی ہوں۔ آپ نے فرمایا مغرب میں آفتاب طلوع ہونے سے پہلے جس نے توبہ کی اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ (مسلم)

۲۔ خاص توبہ کا سلسلہ موت آنے تک رہتا ہے موت کے آثار نمایاں ہونے کے بعد توبہ غیر نفع بخش ہوگی۔ فرمایا گیا: وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ (النساء:۱۸) ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں جنہوں نے گناہوں کا علم رکھا اور جب موت آ پہنچی تو کہا کہ اب میں توبہ کر رہا ہوں۔

بھائیو! اپنے رب سے خالص توبہ کرو اس سے قبل کہ اچانک موت آ جائے اور تم چھٹکارا نہ پاسکو۔

الٰہی خالص توبہ کی توفیق دے، ہماری، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما۔ (آمین)

تیسویں مجلس

ماہ رمضان کا خاتمہ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد:

بھائیو! ماہ رمضان اب رخصت ہونے والا ہے پس جس نے اعمال صالح کے ساتھ رخصت کیا ہے وہ اس توفیق پر اللہ کا شکر ادا کرے اور جس نے بد عملی اور نافرمانی میں گزار دیا انہیں اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرنی چاہیے اللہ نے اپنی قربت میں زیادتی اور ایمانی استحکام اور عمل خیر میں اضافہ کے لیے اس ماہ کے خاتمہ پر صدقۂ فطر اور عیدرات تکبیرات جیسی عبادات مشروع کی ہیں جو تکبیر مسجدوں، گھروں اور بازاروں میں مردوں کے لیے بلند آواز سے اور عورتوں کے لیے آہستہ کہنا سنت ہے۔ کلمات تکبیر یہ ہیں: **اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔**

صلوٰۃ عید کے علاوہ صلوٰۃ عورتوں کے لیے گھر میں پڑھنا افضل ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو عیدگاہ جانے کا حکم دیا ہے۔ حضرت ام عطیہ فرماتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ کنواری، پردہ نشین، اور حائضہ عورتوں کو ہم عید گاہ لے چلیں البتہ حائضہ عورتیں مصلی سے الگ رہیں اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوں میں نے کہا بعض کے پاس چادر اور نقاب نہیں ہے آپ نے فرمایا اپنی بہن کی چادر نقاب میں ہو کر نکل جائے۔ (بخاری و مسلم)

صلوٰۃ عید سے قبل چند طاق کھجور کھا کر عید گاہ جانا سنت ہے۔ حضرت انس

فرماتے ہیں عید کے دن چند طاق کھجور کھاکر آپ عید گاہ جاتے تھے۔(بخاری،احمد)

اگر کوئی عذر نہ ہو تو عید گاہ پیدل جانا سنت ہے لیکن کمزور ہونے یا دور ہونے کی صورت میں سواری سے جایا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت علی فرماتے ہیں کہ عید گاہ پیدل جانا سنت ہے۔(ترمذی)

عمدہ کپڑا زیب تن کر کے عید گاہ جانا سنت ہے۔ حضرت عمر نے ایک ریشمی جبہ آپ کو دکھایا اور کہا کہ آپ اس کو عید کے دن اور وفد کی آمد پر پہننے کے لیے خرید لیں۔ آپ نے فرمایا یہ ان لوگوں کا لباس ہے جن کا آخرت میں حصہ نہیں ہے۔(بخاری) البتہ عورت فاخرانہ لباس اور خوشبو سے اجتناب کرتے ہوئے نقاب پوش ہو کر سادگی کے ساتھ عید گاہ جائے۔

آدمی انتہائی خشوع و خضوع سے صلوٰۃ عید ادا کرے اور اللہ کا ذکر اور تکبیر باآواز بلند کرے اور ایک میدان میں لوگوں کے اجتماع سے اخروی اجتماع کا سبق حاصل کرے اور رمضان المبارک کو پانے اور اس میں صوم وصلوٰۃ، تلاوت و صدقات جیسی طاعات کی توفیق پر خوش ہو۔

بھائیو! ماہ رمضان اگرچہ ختم ہو گیا ہے لیکن عملی مومن تاحیات باقی رہتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿٩٩﴾ (الحجر:۹۹) اپنے رب کی تاحیات عبادت کرو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔(الحدیث)

لہٰذا ماہ رمضان کا صوم اگرچہ ختم ہو گیا ہے لیکن عبادت صوم پورے سال مشروع ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاری مرفوعا روایت کرتے ہیں کہ جس نے صوم رمضان کی آدائیگی کے بعد شوال کے چھ صوم رکھے گویا اس نے پورا زمانہ صوم ہی رکھا۔(مسلم)

یوم عرفہ کے صوم کے متعلق آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اگلے اور پچھلے ایک سال کا کفارہ ہے۔(مسلم)

نیز عاشورہ کے صوم کے متعلق فرمایا گزرے ہوئے ایک سال کا کفارہ ہے۔(الحدیث)حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ دوشنبہ اور پنج شنبہ کو اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو مجھے پسند ہے کہ میرا عمل پیش کیا جائے اس حال میں کہ میں صائم رہوں۔(ترمذی)

اسی طرح قیام رمضان اگرچہ گزر گیا ہے لیکن عبادت قیام سال کی تمام راتوں میں باقی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیام کرتے تھے یہاں تک کہ پاؤں میں ورم آجاتا تھا اور جب پوچھا جاتا تو فرماتے کہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔(بخاری)

حضرت ابوہریرہ مرفوعا روایت کرتے ہیں کہ فرض کے بعد افضل صلوٰۃ رات کا قیام ہے۔(مسلم)دوسری روایت میں آپ فرماتے ہیں کہ رات کا ایک تہائی جب باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالٰی ہر رات آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ کوئی مجھے پکارنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، مجھ سے کوئی مانگنے والا ہے کہ میں اس کو دوں، کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں۔(بخاری ومسلم)

علاوہ ازیں سنن رواتب اور پنج وقتہ صلوٰۃ کے بعد ذکر وتسبیح نیز بعد سلام تین بار استغفار اور" **اللهم انت السلام ومنك السلام الخ**" پڑھنے کے ساتھ ساتھ ۳۳ بار **سبحان الله** ۳۳ بار **الحمد لله** اور ۳۳ بار **الله اكبر** اور آخر میں ایک بار" **لااله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شى قدير**"کی کتب حدیث میں کافی ترغیب آئی ہوئی ہے۔

الٰہی ہمیں ایمان اور عمل صالح پر ثابت قدم رکھ اور پاکیزہ زندگی عطا فرما اور صلحاء سے ملادے۔(آمین)